تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا واحد اور اکیلا اخبار۔ رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۰۶

ڈٹھانور محمدی ڈٹھا نبی رسولؐ

نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول

ضوابط

چندہ سالانہ عوام سے عا

مقاصد

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا۔

(۳) الزامات کی گرد و غبار اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا۔

(۴) حضرت بابا نانک کی تعلیم کو سکھ صاحبان میں پہنچانا۔ اور انہیں اسلام کی دعوت دینا۔

(۵) گورنمنٹ برطانیہ کی خیر خواہی

گرامی اخبار کے سرپرستوں کی فہرست میں درج ہونگے۔ اسکے علاوہ جو کچھ دیں وہ عطیہ ہوگا۔

KHILAFAT LIBRARY

نور

قادیان دارالامان ۳۳ کوچہ شاہ تاج

مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۱۶ء

جلد ۷ | ایڈیٹر محمد یوسف سابق سورن سنگھ ورڈوان | نمبر ۲۱

از ملفوظاتِ خلیفۃ المسیح حضرت حکیم مولوی نورالدین صاحب مرحوم

چند روز کا ذکر ہے کہ میں نے چرک اور سُشرت بذریعہ وی۔ پی آپ سے منگوائے تھے۔ یہ دونوں کتابیں میں نے حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور پیش کیں۔ آپ نے بعد ملاحظہ آپکی طرف ان سطور کے لکھنے کا مجھے حکم فرمایا ہے "چرک اور سُشرت کی اشاعت کے ذریعے جو نیکی آپنے ہندوستان پر کی ہے۔ بہت بڑی عظیم الشان ہے۔ طبیب کو ضرور شکر گذار ہونا چاہیئے"۔ (راقم محمد یوسف ایڈیٹر نور قادیان ضلع گورداسپور ۲۵-۳)

چرک اور سُشرت جن کا اوپر کی چٹھی میں ذکر آیا ہے۔ ہندی طب کی قدیم ترین اور مستند ترین تصانیف ہیں جن کے مکمل اور سلیس اُردو تراجم اُردو دان پبلک کے استفادے کیلئے کارخانہ ہذا کی طرف سے چھپکر شائع ہو چکے ہیں انمیں سے

سُشرت

بہت ہی پُرانی کتاب ہے۔ اِس کے مصنف مہاراجہ رامچندر جی کے ہمعصر تھے۔ اِس کتاب میں تشخیص الامراض۔ علم العلاج اور حفظ صحت کے علاوہ جرّاحی کا بیان ایسی صحت اور تفصیل کے ساتھ لکھا گیا ہے۔ کہ یورپ اور امریکہ کے محقق بھی آجتک کوئی ایسی بات نہیں دریافت کر سکے جسکا بیان اِس میں نہ ہو۔ ترجمہ بڑی محنت سے کیا گیا ہے۔ اور سہولیت کے لئے مشکل الفاظ کا فرہنگ اور فہرست مضامین بھی ساتھ لگا دی گئی ہے۔ قیمت فی جلد مجلد سات روپے (محصول ڈاک وغیرہ ۱ر)

چرک

کی تصنیف کو بھی لاکھوں ہی سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ تمام دیدیاک زبان اِس کتاب کو علم علاج میں سند مانتے ہیں۔ درحقیقت یہ ہے بھی ایسی چیز۔ اس کے نسخے ایسے پُراثر ہیں۔ کہ بائدو شائد۔ وید لوگ آجتک اِس کے نسخوں کو اسرار سینہ بسینہ تصور کرتے رہے۔ لیکن ہم نے عوام کے فائدے کے لئے اِس کا لفظی ترجمہ شائع کر دیا ہے۔ اور اِس ترجمے کو عام فہم اور سلیس بنانے کی کوشش کی ہے۔ قیمت فی جلد مجلد سات روپے (محصول ڈاک وغیرہ ۱ر)

اشٹانگ ہردے

کا عام فہم اُردو ترجمہ بھی چھپ چکا ہے

علاوہ ازیں

"سُشرت" اور "چرک" سے اُتر کر دوسرے درجے پر اِس گرنتھ کی سند مانی جاتی ہے۔ اِس کا طرز بیان ایسا سلیس اور عام فہم ہے کہ ہر شخص جسے علم طب سے ذرا بھی مس ہے اِس سے بے مدد اُستاد پورا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ اِس میں علم جرّاحی اور طب کا بیان پہلو بہ پہلو پڑھ کر ویدک طب کا کون شائق ہے۔ جو لطف نہ اُٹھائیگا۔ قیمت فی جلد مجلد پانچ روپے (محصول ڈاک وغیرہ ۶ر علاوہ ازیں۔

ملنے کا پتہ:۔ ویدک سبھا ری لال مینجنگ ڈائرکٹر آیورویدک فارمیسوٹیکل کمپنی لمیٹڈ (۵۱) گمٹی بازار لاہور (سٹار کا پتہ:۔ رسائن لاہور)

نور کے خریداروں کے نام ضروری اطلاع

KHILAFAT LIBRARY

سب سے بڑھ کر بعض خریداروں کی وی پی کی وصولی کے معاملہ میں حد درجہ کی بے پرواہی۔ یہ وہ امور تھے جنہوں نے ایک ایک وقت میں ہمیں مایوسی کی تہ میں پہنچا دیا۔ اگر ایسی حالت میں لا تقنطوا من رحمۃ اللہ کی بشارت کا ہاتھ ہماری دستگیری نہ فرماتا۔ تو بے شک ایک ایک مشکل ہماری کمر توڑنے کے لئے کافی تھی ؛

اب شروع اکتوبر ۱۹۱۶ء کو نور کے جن معاونین کرام کا چندہ اخبار ختم ہے۔ انکی خدمت میں سال آئندہ کا چندہ وصول کرنے کی غرض سے یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء کا پرچہ بذریعہ وی۔ پی بھیجا جاوے گا۔ بذریعہ خط اس امر کی علیحدہ اطلاع نہیں دی جاوے گی۔ اور جن صاحب کی طرف سے ممانعت کی تحریر نہ آئے سمجھ لیا جاوے گا۔ کہ وہ وی۔ پی روانہ کرنے کی بونا فائیڈ اجازت مرحمت فرماتے ہیں ؛

یقین ہے کہ تمام مخلصین و معاونین نور وی۔ پی وصول فرما کر اپنے خادم کو شکر گزاری کا موقعہ دیں گے۔ اور اس پر اکتفا نہ کر کے نور کی توسیع اشاعت میں پہلے سے بھی زیادہ مربیانہ سعی فرما کر اس کی کرنوں کو دور دور تک پھیلاتے ہوئے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اس لئے کہ شروع سال کے موقعہ پر احباب کرام کو خریداری کی تحریک کرنا نسبتاً زیادہ موثر ہوتا ہے۔ یہ قومی اخبار جس خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بجا آوری خدمت پر کمربستہ ہے وہ ناظرین سے مخفی نہیں ہے۔ اس لئے اپنی ترقی اشاعت کے لئے اسکی تمام امیدیں ہمدردان قوم کی نظر کیمیا اثر سے وابستہ ہیں۔ بلاشبہ ایک ایسے اخبار کی معاونت کرنا اور اس کی ترقی میں سعی کرنا گویا ایک قومی فرض سے سبکدوش ہونا اور اپنی مدد آپ کرنے کے مصداق ہے ؛

جن دوستوں کا چندہ اخبار ختم ہے۔ اور جن کے نام یکم اکتوبر ۱۹۱۶ء کو وی پی ہوں گے۔ ان کے اسماء گرامی معہ نمبر خریداری حسب ذیل ہیں۔ ناظرین اپنا نمبر خریداری اور نام ملاحظہ فرما کر اگر آئندہ سال کے لئے خدانخواستہ نور کا ساتھ دینا منظور نہ ہو۔ تو فوراً مطلع فرما دیں خواہ مخواہ ہمیں ایسے کو کہ خانہ کی زحمت نہ دیا کریں کہ وی استطاعت احباب کے نام عہ کا وی۔ پی۔ اور غیر مستطیع احباب کے نام عہ کا وی پی کیا جاویگا۔ بقیہ عہ چھ ماہ بعد وصول کیا جاویگا۔ امید کہ ناظرین کرام ضرور وی۔ پی وصول فرما کر دعا اور شکریہ کا موقعہ دیں گے ؛

۱	سید محمد شاہنواز صاحب	عہ	۵۰	مولوی غلام قادر صاحب	عہ
۲	منشی محمد صدیق "	عا	۵۱	منشی عبدالعزیز "	عا
۳	سید شاہ محمد صاحب	عہ	۵۲	بابو عطا محمد "	عا
۴	محمد عبداللہ "	عا	۵۴	چوہدری غلام حسین "	عا
۱۳	منشی غلام احمد "	عا	۵۶	چوہدری عبداللہ خان "	عہ
۱۶	منشی ہاشم علی "	عا	۵۷	منشی محمد موسیٰ رضا "	عہ
۱۷	منشی نور محمد "	عا	۵۸	حکیم محمد حسین "	عا
۲۱	حافظ سخاوت علی "	عہ	۶۰	شیخ محمد بخش "	عا
۲۳	مولوی فیض الدین "	عہ	۶۱	راجہ نادر خان "	عہ
۲۴	شیخ حیدر علی "	عا	۶۳	سید ضیاء الحق "	عہ
۲۵	بابو زین الدین محمد ابراہیم "	عا	۶۴	خلیفہ محمد حسن خان "	عہ
۲۶	خانصاحب غلام حسن خان "	عا	۶۶	چوہدری غلام احمد خان "	عا
۲۷	خانصاحب مرزا غلام حمدانی خان "	عا	۶۸	سید صادق حسین "	عا
۲۹	سید امیر علی شاہ "	عا	۷۱	منشی محمد اسمٰعیل ٹیلر ماسٹر "	عا
۳۰	چوہدری محمد خان ذیلدار "	عا	۷۲	منشی برکت علی "	عا
۳۶	مولوی عزیز بخش "	عا	۸۱	چوہدری مولا بخش "	عا
۳۸	مولوی حبیب الرحمن "	عا	۸۳	ڈاکٹر سید عبدالستار "	عا
۳۹	حکیم مولوی نور محمد "	عہ	۸۶	چوہدری نذر محمد "	عا
۴۰	ڈاکٹر کرم الٰہی "	عا	۸۷	بابو جمال الدین "	عا
۴۱	سید ناصر شاہ صاحب "	عا	۹۲	شیخ نظام الدین "	عا
۴۳	میاں مہر الدین کرم دین "	عا	۹۵	چوہدری فضل الٰہی خان "	عا
۴۴	میر حامد شاہ "	صہ	۹۷	منشی احمد دین "	عا
۴۵	منشی محمد حسین "	عا	۱۰۱	منشی عبدالرحمن "	عا
۴۷	مولوی غلام محمد "	عا	۱۰۳	منشی غلام حیدر خان "	عا

۱۰۶			۲۲۵	سید عظیم الدین صاحب	عا
۱۰۷	حافظ نور احمد صاحب	عہ	۲۲۷	قاضی محمد علیم الدین "	عا
۱۰۸	خلیفہ صدیق صاحب	عا	۲۳۲	بابو نبی بخش "	عا
۱۰۹	شیخ رحمت اللہ شاہد "	عا	۲۳۰	سید علمدار علیشاہ "	عا
۱۱۲	میاں رحمت اللہ صاحب	عا	۲۵۵	چوہدری غلام احمد "	عا
۱۱۷	حکیم ابو الغنی صالح "	عہ	۲۵۶	شیخ فضل کریم "	عا
۱۱۸	بابو محمد اکبر خان "	عا	۲۵۷	میر اعجاز حسین "	عا
۱۲۳	مولوی غلام اکبر خان "	صہ	۲۶۲	شیخ محمد اسمٰعیل خان "	عا
۱۲۸	میاں غلام رسول "	عا	۲۶۴	میاں سراج الدین "	عہ
۱۲۹	شیخ محمد حیات "	عا	۲۶۸	شیخ احمد اللہ "	عہ
۱۳۲	مولوی عبدالحمید "	عا	۲۷۲	محمد رمضان علی "	عہ
۱۳۳	مولوی فتح دین "	عہ	۲۷۷	مولوی محمد فیروز الدین "	عا
۱۴۱	چوہدری الہ دتا "	عہ	۲۸۰	شیخ محمد حسین صاحب	عہ
۱۴۴	مولوی محمد عمر الدین "	عا	۳۰۰	منشی نظام الدین "	عہ
۱۴۷	منشی محمد امام الدین "	عا	۳۰۱	مولوی انوار حسین "	صہ
۱۴۸	شیخ محمد حسین "	عہ	۳۰۲	سید وزیر علی شاہ "	عا
۱۴۹	منشی گلاب خان "	عا	۳۰۴	منشی گلاب خان "	عا
۱۵۰	راجہ شیر محمد "	عا	۳۰۶	منشی محمد یوسف "	عا
۱۵۷	منشی عبدالعزیز "	عا	۳۳۳	منشی ذوالفقار علی "	عا
۱۶۱	ملک کرم الٰہی "	عا	۳۳۵	منشی سیف الدین "	عہ
۱۶۶	چوہدری غلام محمد "	عہ	۳۳۶	منشی محمد حسین "	عہ
۱۷۱	منشی کریم بخش "	عہ	۳۵۲	چوہدری مولاداد خان "	عا
۱۷۶	میاں غلام مصطفےٰ خان "	عا	۳۶۳	داروغہ فضل کریم "	عہ
۱۷۸	ماسٹر محمد عبداللہ بی اے "	عا	۳۷۵	بابو قادر بخش "	عا
۱۸۰	میاں چراغدین "	عا	۳۸۱	منشی طفیل احمد "	عا
۱۸۸	شیخ مولا بخش و محمد رمضان صاحبان	عا	۳۸۲	بابو غلام رسول "	عا
			۴۱۲	شیخ محمد یوسف "	عا
۱۹۲	حاجی میراں بخش "	عا	۴۲۶	خان بہادر مولوی محمد حسین صاحب	عہ
۲۱۴	مولوی علام امام عزیز الواعظین	عا	۴۳۲	خان بہادر محراب خاں صاحب	عہ
			۴۳۶	منشی برکت علی "	عا
۲۱۹	منشی نظام الدین "	عا	۴۳۸	مولوی عبدالرحیم "	عا
۲۲۰	حکیم محمد شہاب خان صاحب	عا	۴۴۴	شیخ غلام حیدر "	عا

۹۴۵ چوہدری محمد عبداللہ صاحب عہ
۹۴۶ بابو محمد عبدالغنی " عہ
۹۴۳ منشی اگھنڈ دینیا " عہ
۹۹۹ شیخ فیروزالدین " عہ
۱۰۰۰ سید فتح علیشاہ " عہ
۱۱۱۰ مرزا اسداللہ بیگ " عا
۱۱۲۴ محمد غوث و محمد منظور علی عہ
۱۱۵۲ قاضی سمیع اللہ " عہ
۱۱۵۵ ڈاکٹر ظہوراللہ " عہ
۱۱۵۷ چوہدری کریم بخش صاحب عہ
۱۱۵۸ چوہدری رحیم بخش " عہ
۱۱۶۸ منشی محمد بخش " عہ
۱۱۹۰ منشی محمد حفیظ " عہ
۱۱۹۷ میاں فتح محمد " عہ
۱۱۹۶ منشی برکت علی " عہ
۱۱۹۸ ملک مولا بخش " عا
۱۲۰۵ شیخ منظور علی " عا
۱۲۰۹ چوہدری عبدالمالک " عا

۵۶۵ چوہدری فضل الدین صاحب عا
۵۸۳ منشی محمد خان " عہ
۵۹۹ چوہدری نواب علی " عا
۵۹۷ ڈاکٹر محمد الدین " عا
۵۹۸ مولوی غلام رسول " عا
۶۰۱ غلام الدین یوسف " عا
۶۰۲ چوہدری سردار خان " عا
۶۰۶ خانصاحب محمد قلیچ خان " عا
۶۱۰ خانصاحب علی " عا
۶۳۰ شیخ برکت علی " عا
۶۳۱ جناب عبدالواحد " عہ
۶۳۶ جناب بابو محمد افضل " عا
۶۳۸ منشی محمد حنیف صاحب عا
۶۴۷ منشی شرف علی خان صاحب عا
۶۵۲ اخوانزادہ منشی محمد فضل خان " عا
۶۵۶ سیٹھ اسمٰعیل آدم صاحب عا
۶۸۲ چوہدری حسین بخش صاحب عا
۶۸۵ منشی عبدالعظیم صاحب عا
۶۸۸ منشی سعداللہ صاحب عا
۶۹۴ مشوری مہراللہ صاحب عہ
۶۹۵ وڈیرہ قادر بخش صاحب عا
۶۹۶ مولوی حبیب اللہ صاحب عا
۶۹۸ سردار جاگ سنگھ صاحب عا
۷۰۹ چوہدری اللہ داد خان " عہ
۷۱۶ محمد شریف " عہ
۷۱۰ شیخ عبدالحمید " عا
۷۶۶ چوہدری نصراللہ خان عا
۷۶۹ میاں محمد الدین " عا
۷۸۴ چوہدری کرم الٰہی " عہ
۸۱۵ مرزا نصراللہ بیگ " عہ
۸۳۲ میاں شمس الدین " عہ
۸۵۰ بابو فیروزالدین " عہ
۸۵۷ چوہدری عبدالحمید " عہ

۸۷۴ مولوی مولا بخش صاحب عہ
۸۹۴ مہاراج حب لعل " عہ
۸۹۶ بابو عبدالغنی " عہ
۸۹۵ منشی محمد اشفاق " عہ
۹۰۸ بابو امداد حسین " عہ
۹۱۴ ملک غلام محمد " عہ
۹۲۳ خانصاحب مظفر الطاف " عہ
۹۲۶ شیخ مظفر احمد " عہ
۹۲۹ ڈاکٹر عبدالعزیز " عا
۹۳۲ منشی احمد بخش " عہ

۱۲۱۶ فتح محمد خان صاحب عہ
۱۲۲۱ سیٹھ محمد حسین " عہ
۱۲۳۲ مسٹر عبداللطیف " عہ
۱۲۸۶ منشی نذیر احمد " عہ
۱۲۸۹ شیخ عبدالعزیز " عا
۱۲۹۶ سلطان رحمت اللہ " عا
۱۳۲۳ راجہ شاہ محمد " عہ
۱۳۱۰ ڈاکٹر محمد امین " عہ
۱۳۱۵ مولوی فضل الٰہی " عا
۱۳۲۴ منشی نصیر الدین " عہ
۱۳۲۵ میاں محمد رمضان " عا
۱۳۳۴ میاں ابوالحسن " عہ
۱۳۳۵ میاں بشیر الدین " عا
۱۳۳۶ جناب محمد امین " عا
۱۳۴۱ قاضی عبدالحق " عا
۱۳۵۳ سید مبارک علی " عا
۱۳۶۲ مولوی کرم داد " عہ
۱۳۸۲ بابو لعل چند " عہ

۱۳۹۶ موسیٰ خواجہ خیل صاحب عہ
۱۳۹۹ نواب خان ہیڈ کنسٹبل " عا
۱۴۰۵ منشی خلیل احمد " عا
۱۴۰۶ سردار شیر بہادر خان " عا
۱۴۱۶ صوبیدار بیجر خان " عا
بہادر سعداللہ خان " عا
۱۴۲۰ انجلکریم اللہ " عا
۱۴۳۰ مولوی محمد امیر " عہ
۱۴۵۱ شیخ علی اکبر " عا
۱۴۵۲ منشی الہ بخش " عہ
۱۴۵۹ میاں محمد حسین " عہ
۱۵۰۹ جناب اسلام حامد خان صاحب " عا
۱۵۱۸ شیخ عمر حیات صاحب عہ
۱۵۱۹ جناب ہدایت الہادی صاحب عہ
۱۵۲۰ منشی محمد حسین صاحب عا
۱۵۲۴ ملک شہاب الدین صاحب عہ
۱۵۲۹ منشی احمد دین صاحب عا
۱۵۳۱ مولوی محمد رمضان ہیڈ ماسٹر " عا
۱۵۳۶ مولوی ولی محمد صاحب عا
۱۵۳۷ میر اکبیر الدین احمد صاحب عا
۱۵۳۹ جناب کلاب الدین صاحب عہ
۱۵۴۵ حافظ احمد دین صاحب عہ

۲۰۵۴ چوہدری نصراللہ خان عا
۲۰۵۹ شیخ مولا بخش " عا
۲۰۹۳ چوہدری غلام حیدر " عہ
۲۰۹۸ میاں عبداللہ " عہ
۲۰۹۶ بابو سراج الدین " عا
۳۰۰۱ بابو اصغر علی " عہ
۳۰۲۰ جناب گل محمد خانصاحب " عا
۳۰۲۸ شریف حسن خان " عا
۳۰۳۴ پیر برکت علی " عہ
۳۰۳۶ مولوی عبدالمجید " عہ
۳۰۳۳ چوہدری محمد حیات خان " عہ

۳۰۵۵ حاجی عبداللہ " عہ
۳۰۶۳ سید نورالہدیٰ " عہ
۳۰۶۴ جناب عنایت علی " عہ
۳۰۶۷ منشی فیض احمد " عہ
۳۰۷۲ میاں الہ بخش " عہ
۳۰۷۹ جناب غلام حسین صاحب جیلدار عہ
۳۰۸۷ سردار امام بخش " عا
۳۰۸۹ منشی سکندر خان " عہ
۳۰۹۲ جناب خیر الدین صاحب زرگر " عہ
۳۰۹۴ شیخ عبدالرحمن " عہ
۳۰۹۶ خان محمد حسن خان " عا

جن خریداروں کے نام ابھی تک وی پی کو نہیں گئے

KHILAFAT LIBRARY

ان کے اسماء معہ نمبر خریداری درج کئے گئے ہیں۔ بعض غریب خریداروں کو بجائے عہ کے عا کی وی پی کیا گیا ہے۔ بقیہ عہ چھ ماہ کے بعد ہوگا۔ اگر کسی دوست کو وصولی وی پی میں کوئی عذر ہو تو فہرست میں اپنا نمبر خریداری اور نام ملاحظہ فرما کر فوراً اطلاع دیں اور اگر کوئی دوست بجائے عا کے نصف نصف ایک ایک روپیہ گر کے دینا چاہے۔ تو وہ بھی فہرست سے اپنا نمبر خریداری دیکھ کر فوراً اطلاع دے۔ باوجود اس اطلاع کے اگر کسی دوست نے ممانعت وی پی کی اطلاع بھی نہ دی۔ اور وی پی بھی واپس کر دیا۔ تو شرعاً اور اخلاقاً یہ امر سخت معیوب ہوگا اور ہم ایسے حضرات کے نام اخبار میں درج کرنے کے لئے مجبور ہونگے۔ تاکہ اوروں کو معلوم ہو سکے۔ کہ اخبار کے ساتھ ان کی ہمدردی کا پایہ کسقدر بلند ہے۔

منیجر نور قادیان

۳۲۱۰ بابو رحمت اللہ صاحب عا
۳۲۱۱ منشی محکم الدین صاحب عہ
۳۲۱۲ ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب عہ
۳۲۱۳ جناب اکرم علی صاحب عہ
۳۲۱۴ جناب اکبر علی صاحب عا
۳۲۱۵ جناب خان بہادر ڈاکٹر عطا محمد صاحب عا
۳۲۱۶ جناب حبیب احمد صاحب عہ
۳۲۱۷ جناب عبدالحمید صاحب عا
۳۲۱۸ جناب اللہ رکھا صاحب عا
۳۲۱۹ جناب فضل الٰہی " عہ
۳۲۲۰ ڈاکٹر فیض محمد خان " عا
۳۲۲۱ حافظ عبدالمجید " عا
۳۲۲۲ سردار بہادر کیپٹن غلام حسن خان عہ
۳۲۲۳ شیخ علی گوہر " عا
۳۲۲۴ خان صاحب محمد علیخان تحصیلدار عا
۳۲۲۵ میاں فیض محمد " عہ
۳۲۲۶ شیخ فضل کریم " عا
۳۲۲۷ منشی عبدالرحمن " عا
۳۲۲۸ میاں نور احمد " عہ
۳۲۲۹ منشی محمد الدین پٹواری عا
۳۲۳۰ لالہ راجمیداس " عا
۳۲۳۱ جناب انوار الٰہی ہاشم خان " عا
۳۲۳۲ میاں محمد رفیق " عا
۳۲۳۳ بابو عبدالمجید " عہ
۳۲۳۴ محمد اسمٰعیل صاحب عہ
۳۲۳۵ میاں محمد نظیر صاحب عا
۳۲۳۶ بابو محمد عبدالواحد صاحب عہ
۳۲۳۷ بابو سکندر علی صاحب عہ
۳۲۳۸ جناب محمد اسد اللہ " عہ
۳۲۳۹ ماسٹر مولا بخش " عا
۳۲۴۰ جناب دلاور خان " عا

۳۲۴۳ جناب امام الدین صاحب عہ
۳۲۴۴ منشی روشن علی صاحب عا
۳۲۴۷ گوہر علی صاحب عہ
۳۲۴۹ میاں محمد ابراہیم صاحب عہ
۳۲۵۹ حکیم محمد الدین صاحب عہ
۳۲۵۳ میاں شیم خان صاحب عہ
۳۲۵۴ جناب شیر زمان خان صاحب عہ
۳۲۵۵ منشی مہالہ دتا صاحب عہ
تاج محمد صاحب عہ
۳۲۵۶ مرزا عبدالرحیم صاحب عہ
۳۲۵۸ چوہدری سرفراز خان عہ
۳۲۵۹ منشی بدرالدین " عہ
۳۲۶۰ جناب ہمز اللہ صاحب عا
۳۲۶۱ چوہدری عبدالحی خان عہ
۳۲۶۲ منشی غلام حسین خان عہ
۳۲۶۳ جناب محمد شاہ " عا
۳۲۶۴ چوہدری عبدالحمید خان " عہ
۳۲۶۵ شیخ محمد کرم الٰہی " عہ
۳۲۶۶ جناب حسن خان " عہ
۳۲۶۶ بابو غلام محمد " عا
۳۲۶۷ جناب عبدالغنی خان " عہ
۳۲۶۹ بابو فیروز خان " عہ
۳۲۷۰ بھائی سپورن سنگھ " عہ
۳۲۷۱ مولوی گلاب دین " عہ
۳۲۸۰ الٰہ داد خان " عہ
۳۲۹۵ چوہدری کرم الٰہی " عہ
۳۲۹۷ محمد افضل خان " عہ
۳۳۰۲ منشی علی محمد " عہ
۳۳۰۵ ڈاکٹر محمد اسمٰعیل خان عہ
۳۳۱۰ مولوی خیر الدین " عہ
۳۳۱۱ بابو محمد اسمٰعیل خان " عہ
۳۳۱۲ میاں پھولخاں " عہ

۴ سید عبدالجلیل صاحب عہ
۵ محمد اسمٰعیل صاحب عہ
۱۴ محمد اسمٰعیل صاحب عہ
۲۶ بابو عبداللہ صاحب عا
۳۷ پیر محمد سراج الحق " عہ
۴۰ مولوی محمد مبارک علی " عا
۵۴ غلام حسین نمبردار " عہ
۵۹ جناب اکبر حسین صاحب عہ
۵۲ ماسٹر غلام رسول " عہ
۶۰ حکیم بشیر محمد صاحب عہ
۶۲ میاں رحمت اللہ " عہ
۶۵ جناب محمد حسین " عہ
۶۶ چوہدری ناصر الدین " عہ
۷۱ میاں دین محمد صاحب عہ
۷۲ منشی منظور احمد صاحب عہ
۷۳ نور الدین صاحب عہ
۷۴ شیخ تاج الدین " عہ
۷۵ فضل احمد صاحب عہ
۷۶ لالہ محمد نور " عہ
۷۷ سیٹھ موسیٰ بھائی " عہ
۷۸ سردار محمد علی " عہ
۷۹ جناب سیادت علی " عہ
۸۱ زین العابدین " عہ
۹۲ جناب عبدالخالق " عہ
۸۴ حافظ فیروز الدین " عہ

۸۶ جناب تاج محمد صاحب عہ
۸۷ جناب غلام احمد " عہ
۸۹ چوہدری محمد علی " عہ
۹۰ حکیم علی احمد " عہ
۹۱ منشی مولا بخش " عہ
۹۳ حافظ فقیر محمد " عہ
۹۴ چوہدری اسد اللہ خان " عہ
۹۵ چوہدری قادر بخش " عہ
۹۶ مولوی محمد رمضان " عہ
۹۷ شیخ احمد دین صاحب عہ
۹۸ شیخ نور محمد صاحب عہ
۱۰۰ منشی محمد شفیع " عہ
۱۰۱ منشی غلام حیدر صاحب عہ
۱۰۲ پیر شیر شاہ " عہ
۱۰۳ چوہدری محمد حسین " عہ
۱۰۴ محمد ایوب خان " عہ
۱۰۵ مولوی محمد لطیف " عہ
۱۰۶ جناب خدا بخش " عہ
۱۰۷ محمد اسحاق علیخان " عہ
۱۰۸ جناب حیات محمد " عہ
۱۱۰ مولوی جان محمد " عہ
۱۱۱ منشی مشتاق احمد " عہ
۱۱۳ بابو محبوب عالم " عہ
۱۱۴ منشی محمد عبداللہ " عہ

KHILAFAT LIBRARY

کیا واقعی غم کوئی چیز نہیں ہے؟

حسن نظامی جسے اہل اخبار نے "مصور فطرت" کا خطاب دے رکھا ہے۔ آپنے ایک مضمون لکھا تھا کہ غم کوئی چیز نہیں ہے"۔ اور یہ مضمون مختلف اخبارات میں چکر لگاتا رہا۔ اب اس کا جواب میرے عزیز بھائی منشی غلام نبی صاحب ایڈیٹر الفضل نے نہایت ہی معقول اور مدلل دیا ہے۔ امید ہے کہ اسے پڑھ کر خود حسن نظامی صاحب بھی لوٹ پوٹ ہو جائیں گے۔

منشی غلام نبی صاحب نے جو جواب الفضل کا چارج لیا ہے۔ الفضل خریداروں کے لئے حقیقی معنوں میں فضائل کا چشمہ ثابت ہو رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں شریعت اور رسم و رواج کے متعلق جو مضامین الفضل میں لکھے گئے ہیں۔ وہ اپنی نظیر آپ ہی ہیں۔ میں دل و جان سے دعا کرتا ہوں۔ کہ میرے عزیز بھائی کا زور قلم الفضل کے خریداروں کے لئے اس سے بھی زیادہ برکات اور فضائل کا موجب ہو۔ آمین

جھگڑا اپنوں کے ساتھ اور تیر غیروں کی طرف

بلیٹن کے ناعاقبت اندیش ایڈیٹر نے جو ایک مشہور ضرب المثل "نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچیگی" کو مسخ کر کے جو مسلمانوں کے قلوب کو مجروح کیا تھا۔ وہ ابھی تازہ ہی بات ہے۔ کہ اب مہاشہ پرکاش جو اخباری دنیا کا کافی تجربہ رکھنے کے باوجود ٹائٹلوں کے جواز اور عدم جواز کے متعلق خامہ فرسائی فرماتے ہوئے بے چارے مسلمانوں کے حال زار پر اسطرح توجہ فرماتے ہیں:۔

"اسلام نے ناٹکوں کو بند کیا۔ نتیجہ کیا ہوا انسانی طبیعت نے پروٹسٹ کیا۔ اور رقاصہ عورتوں کی ایک جماعت پیدا ہو گئی"۔

پیارے دوست مسلمان تو تیرہ صدی سے ہیں۔ مگر مہابھارت اور رامائن کا زمانہ تو زیادہ پرانا ہے۔ اس وقت تو مسلمانوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ مگر ان کتابوں میں رقاصہ عورتوں کا ذکر برابر آیا ہے۔ کیا وہ بھی اسلام کی ممانعت کا نتیجہ تھا۔ اور اندر وغیرہ کے جو قصہ جات مختلف اہل ہنود کی کتب میں پائے جاتے ہیں۔ کیا وہ بھی اسلام کی ممانعت کا ہی نتیجہ تھا۔ کیا تبر اور ورن اور ارد شی (کنچنی) کا قصہ بھی اسلام کی ممانعت کا ہی نتیجہ تھا۔ غرضیکہ کوئی کہاں تک گنتا چلا جاوے۔ اور مہاشہ پرکاش کہاں تک یہ الزام بیچارے مسلمانوں کے سر تھوپتے چلے جائیں گے۔ اختلاف ہو اور ہو۔ مگر اختلاف آراء کی وجہ سے ایک دوسرے کو خواہ مخواہ اپنے تیروں کا

ہمارے انتظام کے ماتحت قائم کیا جائے گا۔ اور اس کے ذریعہ سے ہر ایک ضروری اطلاع دی جائے گی۔ اور ہر ایک ضروری امر میں مشورہ لیا جائے گا۔ اور ہر ایک ممبر کو ووٹ دینے کا حق ہوگا۔ اور ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ جس امر کے متعلق چاہے رائے دے۔ اور ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ جس امر کے متعلق چاہے رائے دے۔ اور ہر ایک ممبر کو اختیار ہوگا کہ جس امر کے متعلق چاہے رائے دے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علےٰ رسولہ الکریم

اخبار نور

قادیان ۔ دارالامان ۔ ۱۷ ستمبر ۱۹۱۶ء

تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنیوالا اکیلا اخبار

KHILAFAT LIBRARY

یہ ایک امر واقعہ اور ظاہر شدہ حقیقت ہے۔ کہ تمام ہندوستان میں صرف ایک نور ہی اشاعت اسلام کے حق کو ادا کر رہا ہے یہ ایک ایسا اظہر من الشمس امر ہے۔ کہ جسے نور کا پرچہ دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ اسکا دل و زبان پکار اٹھی۔ کہ واقعی نور تمام ہندوستان میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کرنے والا اکیلا اور اکیلا ہی اخبار ہے۔ اپنے تو اپنے خود بیگانے بھی مسلمان تو مسلمان خود آریہ اور سکھ بھی زبان حال سے یہ پکار رہے ہیں۔ کہ نور کی واقفیت آریہ اور سکھ مذہب کے متعلق اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ اور یہ میں بطور تحدیث بالنعمت کے کہتا ہوں۔ کہ ہندوستان بھر میں صرف نور کو ہی یہ شرف حاصل ہے۔ کہ اسکے ایڈیٹر کی واقفیت کا لوہا خود اس کے سخت سے سخت دشمن بھی مانتے ہیں۔ چنانچہ سردار کرپال سنگھ صاحب میرٹھ سے لکھتے ہیں۔ کہ "آج آپ کا اخبار نور دیکھا۔ آپ کی لیاقت اور حسن کی واقعی زبان تعریف کرتی ہے"۔ اور سردار بھمن سنگھ صاحب ضلع امرتسر سے لکھتے ہیں۔ کہ "مجھے آپ کا اخبار پڑھنے کا از حد اشتیاق رہے۔ اخبار کی تعریف تو اس عاجز سے ہو نہیں سکتی۔ اخبار دیکھ کر دل حیران اور ششدر رہ جاتا ہے۔ آپکے سکھ دھرم اور آریہ دھرم کی گہری واقفیت کا ثبوت صرف آپکا پرچہ ہی دیتا ہے"۔

پھر سردار لابھ سنگھ صاحب مبلغ سکھ دھرم لکھتے ہیں۔ کہ "میں نے آپ کی کچھ کتب اور اخبارات پڑھے میرا دل آپکے خیالات سے متاثر ہو گیا"۔ پھر پنڈت حبیب لعل صاحب اٹاوہ سے لکھتے ہیں۔ کہ "آپ کی تصنیف کردہ سوانحعمری بابا نانک۔ نانک پنتھی بڑے شوق سے سنتے ہیں۔ میں بطور لکچرار کے نانک پنتھیوں کی محلہوں میں بلایا جاتا ہوں۔ آپ کی تصنیف کردہ سوانحعمری شری گورو نانک دیو جب لوگوں کو پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔ تو لوگ بت ہو کر سنتے ہیں"۔

پھر شیخ محمد عبداللہ صاحب علاقہ دربھنگہ سے لکھتے ہیں۔ کہ "آپ کی سچی ہمدردی اور دینی جوش قابل رشک ہے۔ مینے نور کے مضامین کے ذریعہ دو ہندوؤں کو داخل مذہب اسلام کیا۔ آپ کا اخبار نور ہمیں اشاعت اسلام میں بہت مدد دے رہا ہے"۔

پھر چوہدری گلباز خان صاحب حیدر آباد سندھ سے لکھتے ہیں۔ کہ "بابا نانک کے متعلق سندھی ٹریکٹ نے بہت کام کیا۔ نانک پنتھی مانتے ہیں۔ کہ خوب لکھا ایک دیوان ہند و بہت قائل ہو گیا۔ اپنے قبیلہ کو سمجھا رہا ہے۔ قبیلہ کے ساتھ اسکا خیال ہے کہ اسلام قبول کرے"۔

پھر ۱۵ اگست کو چوہدری صاحب کا خط اس دیوان کے متعلق یہ خوشخبری لایا۔ کہ "آج مبارکباد دیتا ہوں۔ کہ جس دیوان ہندو کے متعلق کچھ عرصہ ہوا لکھا تھا۔ کہ وہ مسلمان ہونے والا ہے۔ وہ گذشتہ ہفتہ میں اپنے بچوں سمیت مشرف بہ اسلام ہوئے۔ الحمد للہ ثم الحمد اللہ

تمام ہندوستان میں بفضل ایزدی نور کو ہی یہ فخر اور یکتا فخر حاصل ہے۔ کہ وہ آریوں۔ سکھوں اور نانک پنتھیوں میں کماحقہ اشاعت اسلام بجا لا رہا ہے۔ اور اس سے خدا کی نعمت اور فضل میں اور بھی اضافہ ہوتا ہے۔ جب میں یہ دیکھتا ہوں۔ کہ خود سکھوں اور آریوں کے دل بھی نور کے علمی برہان قاطع و دلائل ساطع کے آگے جھک رہے ہیں۔ یہ اللہ تعالےٰ کا لاکھ لاکھ فضل اور اسکا احسان ہے۔ پچھلے سال سکھوں کے ساتھ ضلع ہوشیارپور میں مباحثہ ہوا۔ اس مباحثہ کا اثر حاضرین پر کس قدر زبردست پڑا۔ مسلمانوں کے دل تو مارے مسرت اور انبساط کے پھولے سماتے ہی تھے مگر سب سے بڑھ کر خوشی کی بات یہ کہ خود ہندو صاحبان کے دل بھی پکار اٹھے کہ مسلمان کامیاب ہوئے۔ چنانچہ مباحثہ کے بعد ہی عین مجلس میں کھڑے ہو کر ایک ہندو بزرگ بابا چیت رام صاحب نے یہ کہدیا۔ کہ مینے ہر دو فریقین کے دلائل کو کمال غور سے سنا سچائی ہر مذہب کی رضع مانی گئی ہے اگرچہ میں ہندو ہوں۔ مگر سچائی اس امر کی اپیل کرتی ہے۔ کہ میں اس امر کی گواہی دوں۔ کہ جو دلائل اور شلوک مسلمان لیکچرار نے دیئے ہیں۔ سکھ لیکچرار قطعاً ان کا رد نہیں کر سکا۔ مسلمان مناظر کے اثبات دلائل اور شلوک بڑے زبردست تھے"۔

پچھلی سردیوں میں بھیرہ اور میانی کی طرف تبلیغی دورہ کا اتفاق ہوا۔ خاکسار کے لکچروں سے شمسی ہندوؤں کو خدا کے فضل سے خاص فائدہ پہنچا۔ ان کے ایمان تازہ ہوئے۔ پہلے وہ ہندوؤں سے دبے رہتے تھے۔ مگر خاکسار کے لکچر سننے کے بعد وہ شیر بن گئے۔ اور اسلام کی صداقت ان کے دلوں پر نقش ہو گئی۔ غرضیکہ اس تبلیغی دورہ کا اثر شمسی ہندوؤں پر بہت ہی عمدہ پڑا۔ پھر انہی دنوں میں ہی سٹرو ضلع ہوشیارپور کے احمدیوں کو آریوں نے مباحثہ کے لئے چیلنج دیا۔ قادیان سے حضرت صاحب نے خاکسار کو بھیجا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ تو شان ایزدی ملاحظہ فرمایئے۔ کہ آریہ صاحبان نے مباحثہ سے قطعی انکار کر دیا۔ اور اسکا اثر ہمارے حق میں نہایت ہی عمدہ رہا۔ اسکے بعد ہم نے اپنے ہاں لیکچروں کا انتظام کیا۔ اور آریہ صاحبان کو دعوت دی۔ مگر آریہ صاحبان کو جرأت نہ پڑی۔

پھر پچھلے مارچ کے دنوں میں کریام ضلع جالندھر میں سکھوں سے مباحثہ ہوا۔ سکھوں کے ناظر نے بھری مجلس میں اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ ہم اس امر کو تسلیم

کرتے ہیں۔ کہ شری گورو نانک دیو جی مہاراج مسلمان ہوئے۔ مگر دل سے نہیں اوپر سے"

بس اسی ایک لفظ نے بحث کا خاتمہ کر دیا۔ اور خود سکھوں کی زبان سے نکلوا دیا۔ کہ باوا صاحب اسلام کے گرویدہ بنے۔ اس سے سمجھ لو۔ کہ بحث کا اثر کسقدر زبردست رہا۔ پھر دوسرے ہی روز ۱۲ مارچ کو آریہ صاحبان کے ساتھ نواں شہر میں مباحثہ ہوا۔ مباحثہ کا اثر اسقدر زبردست رہا۔ کہ خود آریہ سماج کے سکرٹری نے دبی زبان سے اس امر کا اعتراف کیا۔ کہ ہمارا پنڈت جواب نہیں دے سکا۔ سردار بسنت سنگھ صاحب نے وہیں مجلس میں کھڑے ہو کر کہدیا۔ کہ مسلمان مناظر کے مطالبات نہایت ہی زبردست تھے۔ اور کہ آریہ پنڈت ہرگز کوئی جواب نہیں دے سکا۔ یہ وہ باتیں تھیں۔ جو اللہ تعالےٰ نے دشمنوں کے منہ سے نکلوائیں۔ اور خود مخالفوں نے ہماری جیت اور فتح کا ڈنکا بجایا۔ یہ زبردست مطالبات "فتح مبین" کے نام سے چھپ چکے ہیں جس کی قیمت لہ ہے۔ اگر دوست پڑھیں تو ان کو معلوم ہو جائے۔ کہ واقعی مطالبات کسقدر زبردست تھے۔ اور ان کے جوابات میں آریہ مناظر کا خاموش رہنا ایک ضروری امر تھا۔

پھر ویدوں میں تناسخ کی تردید کے عنوان سے ۱۸ کالمز کا ایک زبردست مضمون لکھا گیا۔ اور اس مضمون میں خوبی یہ تھی۔ کہ خود ویدوں کے حوالجات سے ہی اس امر کو کماحقہ آشکارہ اور مبرہن کیا گیا۔ کہ ویدوں نے تناسخ کی تردید کی ہے۔ اور تناسخ کا مسئلہ ویدوں سے ثابت نہیں۔ بلکہ تناسخ کے عقیدتمندوں کا طبع زاد خیال ہے۔ یہ مضمون اسقدر زبردست تھا۔ کہ جس نے پڑھا۔ وہی عش عش کر اٹھا۔ اور کسی آریہ دوست کو اس کے ایک نکتہ تک کی تردید کی جرأت نہ پڑی۔ ذالک فضل اللہ۔

پھر ۷ جولائی کے پرچہ میں ۱۵ کالمز کا ایک زبردست اور مبسوط مضمون سری رام کرشن پرمہنس کے متعلق لکھا گیا۔ اور سری رام کرشن پرمہنس کے اقوال سے ہی یہ ثابت کیا گیا۔ کہ انہوں نے جسقدر روحانی روشنی حاصل کی۔ وہ اسلام کی برکت سے۔ اور سری رام کرشن پرمہنس کے اقوال اور ملفوظات کو قرآن مجید کی آیات بینات سے تطبیق دیکر اس امر کو کماحقہ اظہر اور آشکارہ کیا گیا۔ کہ پرمہنس صاحب نے یہ سب تعلیم اسلام سے حاصل کی ہے۔ کیونکہ وید اس تعلیم کے صریح مخالف ہیں۔ اس مضمون کی تیاری کے لئے بہت محنت سے کام لینا پڑا۔ اور جس نے بھی پڑھا۔ عش عش کرتا رہ گیا۔ کیونکہ واقعی یہ مذہبی دنیا میں ایک نئی معلومات کا اضافہ تھا۔ جو آج سے پہلے کسی نے ظاہر نہیں کیا تھا۔ ایک دوست اس مضمون کا انگریزی میں ترجمہ کر رہے ہیں۔ جو انشاء اللہ تعالےٰ بنگال میں مفت تقسیم ہوگا۔ کیونکہ اسوقت تقریباً سب بنگال سری رام کرشن پرمہنس کا پیرو ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالےٰ اس مضمون کا انگریزی ترجمہ اہل بنگال پر خاص اثر ڈالیگا۔ اور اہل بنگال کو یہ معلوم ہو جاویگا۔ کہ شری رام کرشن پرمہنس کا تعلق اسلام سے کسقدر زبردست تھا۔ اور اس نے یہ سب خوبیاں اسلام کی گود میں بیٹھ کر حاصل کیں۔

KHILAFAT LIBRARY

غرضیکہ اشاعت اسلام کے نکتہ خیال سے آپ تمام ہندوستان میں نور کا ثانی نہیں پاؤگے۔ میں مانتا ہوں۔ کہ اس سال نور کی اشاعت میں کچھ بے قاعدگی رہی۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ بے قاعدگی میری طاقت سے بالکل باہر تھی۔ کبھی باہر تبلیغ کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ تو وہاں زیادہ دن لگ گئے۔ اور کبھی بیماری وغیرہ کے عارضے روک پیدا کر دی۔ میں ناظرین کرام سے بدرجہا زیادہ اس امر کا متمنی اور خواہشمند ہوں۔ کہ نور تاریخ مقررہ سے بھی پہلے دو چار روز ناظرین تک پہنچ جایا کرے۔ جہاں تک میری طاقت کام دیتی ہے۔ میں اس اصول پر چلنے کی کوشش بھی کرتا ہوں۔ مگر بعض اوقات کبھی بیمار ہو گیا یا باہر تبلیغ کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ تو دوستوں کی یہی خواہش ہوتی ہے۔ کہ بجائے دو کے چار ہی لکچر ہوں۔ اور بجائے چار کے آٹھ ہی روز ٹھہریں۔ اور اگر ایک جگہ تبلیغ کے لئے جانیکا اتفاق ہوا۔ تو ارد گرد کے دوستوں کا مطالبہ اسی طرح زبردست ہوتا ہے۔ کہ ہمارے ہاں آریوں کا زور ہے۔ سکھ زیادہ ہیں۔ وہاں بھی ضروری دو چار لکچر ہونے چاہئیں۔ اور کئی دفعہ ارادہ چار روز کا کر کے گئے۔ اور باہر پندرہ روز لگ گئے۔ جب اُن سے اخبار کے حرج کے متعلق عرض کیا جاتا ہے۔ تو وہ دوست یہ کہہ دیتے ہیں۔ کہ اخبار کے خریدار تو ہم ہی ہیں۔ اور ہم نے ہی شکایت کرنا ہے۔ اور ہم ہی ٹھہرنے کے لئے کہہ رہے ہیں۔ مگر ان دوستوں کو کیا معلوم کہ نور کے خریدار صرف یہاں کے ہی دو چار دوست نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف جگہوں کے اور مختلف خیالات کے ہیں۔ بعض تو ایسے سخت ہیں۔ کہ اگر ایک پرچہ بھی دو چار روز لیٹ ہو جائے۔ تو وہ خریداری چھوڑنے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ مگر ان بیچارے سخت گیر دوستوں کو کیا علم۔ کہ بیچارے ایڈیٹر کو کن کن مشکلات سے گذرنا پڑتا ہے۔ ایک بیماری آدی ہے۔ خواہ وہ وقت پر پرچہ دے۔ یا باہر تبلیغ کرے اسکے ازالہ کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے۔ کہ ناظرین کرام نور کی توسیع اشاعت میں مربیانہ سعی کو کام میں لادیں۔ اور ہر ایک نور کا خریدار اگر زیادہ نہیں۔ تو کم از کم ایک ایک خریدار ضرور پیدا کرے۔ نور کا وہ کونسا خریدار ہوگا۔ جس کے ایک دو دوست نہ ہوں۔ اور پھر وہ کون سے دوست ہوں گے۔ جنہیں نور کی خریداری کے لئے کہا جائے۔ اور وہ انکار کر دے صرف تھوڑی سی توجہ کی ضرورت ہے۔ اگر ہر ایک نور کا خریدار زیادہ نہیں۔ تو کم از کم نور کے لئے ایک ایک خریدار دیوے۔ تو پھر میں اس قابل ہو سکتا ہوں۔ کہ گذارہ کے لئے کوئی نائب ایڈیٹر رکھ سکوں۔ جو میری غیر حاضری میں کام کرے۔ اور پرچہ لیٹ نہ ہونے پاوے۔

اور دوم اس سے بھی زیادہ زبردست شکایت بعض ناظرین سے ہے۔ جو سال بھر پرچہ تو خاموش اور چپکے سے لیتے رہتے ہیں۔ اور جب وی۔ پی وصول کرنے کا وقت آتا ہے۔ باوجودیکہ انہیں وی پی لینے یا نہ لینے کے متعلق اطلاع کم از کم پندرہ روز پہلے دی جاتی ہے۔ مگر وہ بالکل خاموش رہتے ہیں۔ اور جب وی۔ پی پہنچتا ہے۔ تو کمال لاپرواہی سے واپس کر دیتے ہیں۔ یہ امر اخلاقاً اور شرعاً سخت معیوب ہے اگر وی۔ پی کے وصول کرنیکا منشاء نہ ہو۔ تو بدیں اطلاع خط

لکھ دینا چاہیئے۔ کہ وی۔ پی نہ بھیجا جائے۔ صرف اتنی سی بات کے لئے دفتر اخبار کا چار پانچ آنے کا کیوں نقصان کیا جائے اسی اخبار میں جن خریداروں کے تمام یکم اکتوبر کو وی پی ہوں گے۔ ان کے اسماء مع نمبر خریداری اور تعداد رقم کا اندراج کیا گیا ہے۔ جن دوستوں کا منشاء اس وقت وی پی وصولی کا ہو۔ وہ فہرست سے اپنا نمبر خریداری اور نام دیکھ کر فوراً مطلع فرماویں۔ تاکہ ان کے وی پی روک لیئے جاویں ورنہ بعد میں وی پی واپس کرنے والے حضرات پر ہمیں حد سے زیادہ افسوس ہوگا۔ اور ان مہربانوں کے نام اخبار میں درج کئے جاویں گے۔ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے۔ کہ کن کن حضرات نے وی پی واپس کر کے عمداً اخبار کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی۔ ہم نے اپنی طرف سے یہاں تک احتیاط کی ہے کہ بعض غریب خریداروں کے نام بجائے عا کے ار عہ کا وی پی کیا گیا ہے۔ اور بقیہ عہ کا چھ ماہ کے بعد کیا جاویگا اب اس سے زیادہ ہم کیا رعایت کر سکتے ہیں۔ اتنی طاقت نہیں۔ کہ اخبار مفت دیا جاوے ؛

KHILAFAT LIBRARY

نوٹ۔ نکات۔ رائیں

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ

قرآن شریف کا گورمکھی ترجمہ ایک اہم اور ضروری چیز ہے۔ پانصد پیشگی درخواستوں کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ تاکہ فوراً ترجمہ چھپنے کے لئے مطبع میں بھیجدیا جاتا۔ اس وقت تک کسقدر درخواستیں موصول ہوئیں۔

میزان سابقہ	۱۵۶
منشی ظفر حسن صاحب ہیڈ کنسٹبل	۱۰
منشی عبدالرحمن صاحب اول مدرس لورالائی	۱
	۱۶۷

کل ۱۶۷۔ ابھی ۳۳۳ درخواستوں کی کمی ہے ہم کچھ نہیں کہتے۔ آپ خود ہی خدا کے لئے اپنے گریبان میں منہ ڈالکر بتلائیں۔ کہ جس اہم کام کی طبع کے لئے کم از کم فی الفور دو ہزار روپیہ کی ضرورت ہو۔ وہاں ۱۶۷ درخواستوں پر کسطرح حوصلہ پڑ سکتا ہے میں کچھ اور مدت انتظار کروں گا۔ اگر کوئی خدا کا پیارا قرآن شریف کے گورمکھی ترجمہ کے طبع کے لئے اعانت کے واسطے آگے بڑھا تو زہے قسمت۔ ورنہ بادل نخواستہ انا للہ وانا الیہ راجعون کہتے ہوئے اس اشد ضروری کام کو کسی اور موقعہ پر ملتوی کرنا پڑے گا۔ مگر یاد رہے کہ ہماری پیشانیوں پر یہ ایک ٹیکا ہوگا۔ جسے دنیا کی کوئی سفیدی دور نہیں کر سکتی۔ غضب خدا کا سکھوں کے دلوں میں قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کا خیال پیدا ہو۔ حالانکہ ان کا کوئی مذہبی فرض نہ تھا۔ صرف مسلمانوں کے چڑانے کے لئے۔ تو ایک ہی شخص آگے بڑھ کر پانچہزار کی تھیلی کا ڈھیر لگا دے۔ مگر دوسری طرف جنکا یہ فرض اولی تھا۔ کہ قرآن مجید کا پیغام صداقت دنیا کے کونے کونے تک پہنچ جائے۔ جب قرآن مجید کے گورمکھی ترجمہ کی طبع کا سوال پیدا ہو۔ اور وہ بھی یہ مطالبہ دردمندان ملت کے سامنے رکھا جاوے۔ کہ طبع کے پہلے کم از کم پانصد درخواستیں پہنچ جائیں تاکہ مطبع میں ترجمہ بھیجنے کی جرأت پڑ سکے۔ تو کسقدر حیرانی اور حیرت نہیں بلکہ ندامت اور شرمساری کا موجب ہو۔ کہ کافی عرصہ کے رٹنے رٹانے کے بعد صرف ۱۶۷ درخواستیں آئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

نمستے کا لفظ ویدوں میں نہیں ہے

ایک بشنداس نامی سناتنی نے تمام آریہ صاحبان کو یہ چیلنج دیا ہے۔ کہ لفظ نمستے کہیں ویدوں میں نہیں ہے۔ یہ آریہ سماج کی اپنی ایجاد ہے۔ آج تک کسی آریہ نے بشنداس کے مطالبہ کا جواب نہیں دیا باوجودیکہ ہم ایک تیسرے آدمی ہیں۔ نہ ہمیں آریوں سے تعلق۔ اور نہ سناتنیوں سے واسطہ۔ مگر ہمارا یہ ایمان ہے۔ کہ کم از کم آریہ سماج کے وید میں نمستے شد ضرور ہوگا جب ریل۔ تار۔ ٹیلیفون تک موجود ہے۔ تو نمستے کا معمولی شبد کیوں نہیں ہوگا۔

ویدک مذہب میں عفو کی تعلیم

یو۔ پی کا آریہ اخبار "رہبر" لکھتا ہے۔ کہ ویدک دھرم میں کہتما (عفو) کو دوسرا درجہ دیا گیا ہے "نور" یہ بات تو صحیح ہے۔ مگر حیرت اور حیرانی کی یہ بات ہے کہ خود ایشور جی مہاراج عفو اور درگذر کی تعلیم کو کام میں نہیں لاتے۔ شری سوامی دیانند صاحب نے ستیارتھ پرکاش میں اور رگ وید بھاش بھومکا میں کئی بار یہ ارشاد فرمایا ہے۔ کہ خواہ کتنے ہی جتن اور پاپڑ کیوں نہ کئے جائیں۔ پھر بھی ایشور رتی بھر بھی گناہ نہیں بخشتا۔

اب کہاں آریہ اخبار "رہبر" کی یہ ڈینگ کہ ویدک مذہب میں عفو کا دوسرا درجہ ہے۔ اور کہاں ایشور جی مہاراج کا ایک خشخاش کے برابر بھی گناہ نہ بخشنا۔ ہاں اسلام کو یہ فخر الاہ بجا فخر ہے۔ کہ انسان خواہ کتنا ہی گناہوں میں کیوں نہ ڈوبا ہوا ہو۔ جب سچے دل سے تائب ہو تو خدا اس کے گناہ بخش دے گا۔ تضرع اور عاجزی گناہوں کا کفارہ ہے۔ مگر ویدک مذہب میں یہ بات میسر نہیں ؛

ویدوں کی بجائے مہابھارت اور رامائن کی کتھا

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۳۰۔ ۱۲۔ پر شری سوامی دیانند صاحب نے جو کچھ پرانوں اور مہابھارت کے متعلق لکھا ہے وہ ظاہر ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"ان بھاگوت آدمی پرانوں کے بنانے والے جنتے ہی اکبوں نہ گرہ میں نشٹ ہو گئے۔ جنتے سے مر کیوں نہ گئے۔ مگر زمانہ کا رنگ دیکھئے۔ کہ ابھی اس بات کو زیادہ عرصہ نہیں گذرا کہ آریہ صاحبان نے رامائن اور مہابھارت کی کتھا کرنی شروع کر دی۔ چنانچہ پہلے دنوں سوامی ستیانند صاحب نے لاہور میں رامائن اور مہابھارت وغیرہ کی کتھا کی۔ اصل میں آریہ بھی پہلے ہیں۔ بھلا ویدوں میں۔ تار۔ ماور ریل کے فسانوں پر کون ایمان لائے۔ البتہ پرانوں کی دلچسپ کہانیاں لوگوں کے لئے کچھ دلچسپی موجب بن سکتی ہیں۔ آریہ سماج کو یہ تبدیلی مبارک ہو ؛

آریہ سماج میں روحانیت کا احساس۔

آریہ گزٹ اپنے ایک پچھلے ایشوع میں لکھتا ہے۔ کہ آریہ سماج نے دیش بھگت تو پیدا کئے۔

مگر ابھی تک ایشور بھگت پیدا نہیں کئے"۔ آریہ سماج کا یہ احساس مبارک ہے۔ مگر جب بانیٔ سماج کی زندگی میں ہی ایشور بھگت کی بجائے دیش بھگت پیدا ہوئے۔ تو اب اس امر کو دوسری طرف لے جانا کارے دارد ہے۔

ہاں ذرا آپ آئیں سلسلہ عالیہ احمدیہ کی طرف توجہ کریں۔ کہ اس سلسلہ میں آپ کو کتنے خدا کے پیارے نظر آئیں گے۔ جو خدا کے نام پر جیتے اور خدا کے نام پر ہی اٹھتے بیٹھتے ہیں۔ اور جو ایشور کے پریم میں ہر وقت ڈوبے رہتے ہیں۔ اور جو خدا کی لگن میں ہر وقت مگن رہتے ہیں اور کثرت سے مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ سے مستفیض ہوتے ہیں ہماری دعا ہے۔ کہ خدا آریہ سماج کو بھی اس نعمت غیر مترقبہ سے مستفیض فرماوے ؛

بھائی خالصہ اخبار کی ڈینگ

بھائی خالصہ اخبار اپنی سالانہ کارگذاری میں لکھتے ہیں۔ کہ "میاں نور قادیان کے متعلق زبردست مدلل آرٹیکل لکھ کر ایسی قلعی کھولی گئی۔ کہ ابھی تک وہ ہمارے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہیں کر سکا"۔

اس ڈینگ کی بھی کوئی انتہا ہے۔ اس کے بعد کم از کم دو دفعہ تو نور میں دندان شکن جواب دیا گیا۔ اور بعد ازاں الفضل کے ذریعہ بھی بھائی صاحب کا گھر پورا کیا گیا۔ مگر بھائی صاحب ہیں۔ کہ مرغ کی ایک ہی ٹانگ دبائے جا رہے ہیں۔ اگر بھائی صاحب کی تسلی نہیں ہوئی تو ہم اب بھی خدا کے فضل سے بھائی صاحب جب چاہیں حاضر ہیں ؛

ویدوں کا مخالف بھی اور خدا کا اوتار بھی۔

سناتن دھرم پرچارک میں کوئی پنڈت کرم چند سٹیشن ماسٹر لکھتے ہیں کہ اوتاروں میں بدھ کا بھی ذکر ہے۔ مگر بدھ نے ویدوں کی تردید کی۔ کیا ایشور اپنے گیان کی خود بھی تردید کیا کرتا ہے

اب سناتن دھرم پرچارک کا ایڈیٹر اسکا کیا مزیدار جواب دیتا ہے۔ کہ "ایشور نے دنیا کی آزمائش کے لئے ایسا کیا"۔

کیا بزرگوں کے نقش قدم پر چلنا ہتک ہے؟

KHILAFAT LIBRARY

سبحان اللہ کیا عمدہ اور زبردست معرفت کا نکتہ ہے جھوٹ ایک بری چیز ہے۔ مگر آزمائش کے لئے جھوٹ بولنا جائز ہے۔ اسی طرح ہندو دھرم میں ویدوں کی تردید ایک بری چیز ہے۔ مگر آزمائش کے لئے جائز و روا ہے ؛

پچھلے دنوں لاہور میں مہابھارت کے ناٹک کے برخلاف اخبار "ملیٹین" نے ایجیٹیشن شروع کیا تھا۔ اور مہاتما منشی رام صاحب نے ملیٹین کے برخلاف اپنی آواز بلند کی تھی۔ اسکے جواب میں "ملیٹین" نے لکھا۔ کہ "اگر مہاتما منشی رام جی مہابھارت اور رامائن وغیرہ کے ناٹک پسند فرماتے ہیں۔ تو چشم ما روشن دلِ ما شاد۔ مہاتما جی ڈاڑھی مونچھ سے آزاد ہو کر شری سوامی دیانند جی مہاراج کا ایکٹ کریں"۔ اس پر بعض اخبارات میں ایڈیٹر ملیٹین کے برخلاف سخت لے دے ہو رہی ہے۔ کہ اس نے مہاتما جی کی ہتک کی ہے۔ جو انہیں ڈاڑھی مونچھ کے متعلق شری سوامی دیانند جی مہاراج کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کی۔ ہمارے خیال میں ایک چیلے یا مرید کے لئے اپنے گورو یا امام کی پیروی کرنے میں ہی سعادت دارین ہے۔ شری سوامی دیانند صاحب کا ڈاڑھی مونچھ کا منڈوانا لاریب آرین نکتہ خیال سے ایک مستحسن فعل ہے۔ اور اگر کوئی کسی آریہ کو اپنے گورو یا سوامی کے نقش قدم پر چلنے کی ہدایت کرتا ہے۔ تو یقیناً وہ اس پر ایک بے بہا اور گرانقدر احسان کر رہا ہے۔ جس کی اسے دل و جان سے قدر کرنی چاہئے اور جو لوگ اپنے گورو کے نمونہ پر چلنا گوارا نہیں کرتے وہ دراصل اپنے گورو کے نمونہ کو ناقابل عمل سمجھتے ہیں۔ جو درپردہ اپنے گورو کی عزت و شان میں فرق لاتے ہیں ؛

جہالت کا نمونہ

چند روز ہوئے۔ پشاور میں ایک آفریدی کا گذر ہوا۔ ایک ایجنٹ اخبار بیچ رہا تھا۔ اسکی درخواست پر آفریدی نے اخبار خرید لیا۔ اور ایک موچی سے اس کا تعویذ بنوا کر اسے گلے میں ڈال لیا۔ بے علم آفریدیوں کی خوش اعتقادی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے۔ جبکہ اسلام نے توہمات کا رد کیا ہے۔ شاید ہی کسی دوسرے دین میں اس کی عشر عشیر بھی مل سکے۔ مگر مثل مشہور ہے تخم تاثیر یا صحبت کا اثر۔ اس لئے گرد و پیش کی آب و ہوا غالب آئی جس نے ایک آفریدی کو تعویذ پر لٹو کر دیا۔ خدا ہی ہے جو مسلمانوں کو اس حالت سے نکالے ؛

ایک مسلمان اخبار نویس کے ہاتھوں مسلمانوں کے جذبات کا خون

المنبر جھنگ لکھتا ہے۔ کہ "کچھ (فلیگ) سٹیشنوں پر جہاں کہ تار وغیرہ لگی ہوئی نہیں ہوتی۔ صرف ایک بابو سٹیشن ماسٹر ہوتا ہے۔ اور ایک ہندو پانی پلانے والا۔ اور ایک مصلّی (خاکروب) ہندو ہے تو صرف پانی پلانے کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر خاکروب سے ٹٹیوں اور مکانات سٹیشن کی صفائی کے علاوہ مسلمان مسافروں کو پانی بھی پلوایا جاتا ہے۔ بایں ہمہ لطف یہ ہے۔ کہ بمقابلہ ہندو پانی والے کے تنخواہ اس کو کم دی جاتی ہے"۔

اس پر اخبار عام کی پھبتی

اخبار عام لکھتا ہے۔ اگر یہ شکایت درست ہے تو ریلوے حکام کو مسلمان بہشتی کی تنخواہ میں ضرور اضافہ کر دینا چاہیئے کیونکہ وہ ہندو پانی والا کے مقابلہ میں مسلمان مسافروں کو پانی پلانے کے علاوہ خاکروب کے فرائض بھی ادا کرتا ہے ؛

درپردہ اخبار عام نے جو مسلمانوں پر چوٹ کی ہے ہمیں اسکا چنداں افسوس نہیں۔ شاید بیچارہ پنج گویہ کے نسخہ کو بھول گیا ہوگا۔ مگر ہمیں افسوس المنبر پر ہے۔ جس نے اخبار عام کو چوٹ کرنے کا موقعہ دیا۔ کیونکہ کوئی مسلمان ایسے شخص کے ہاتھ سے پانی پینا ایک آن واحد کے لئے بھی پسند نہیں کریگا۔ جس کے ایک ہاتھ میں پانی پلانے کا برتن ہو۔ اور بغل میں کموڈ کے صاف کرنے کا جھاڑو۔

وہ اسلام جو طہارت اور پاکیزگی کا مقلد اعلیٰ ہو۔ پانچوں وقت نماز سے پہلے باقاعدہ وضو کی تاکید کرے۔ تقوے اور طہارت کی کان ہو۔ کیا ہم طرفۃ العین کے لئے بھی یہ باور کر سکتے ہیں کہ اسکے پیرو پاخانہ صاف کرنے والے کے ہاتھوں سے بلا روک ٹوک پانی پی لیں۔ ہرگز ہرگز اور قطعاً قطعاً نہیں ایسا کہنا یقیناً یقیناً مسلمانوں کے جذبات کی سخت ہتک اور خون کرنا ہے۔ جسے ایک غیور انسان طرفۃ العین کے لئے بھی گوارا نہیں کرے گا۔ امید کہ المنیر ہمارے دوستانہ مشورہ سے فائدہ اٹھائیگا ؛

دربار صاحب اور گئو رکھشا

اخبار عام یہ تعجب سے لکھتا ہے۔ کہ مورخہ ۱۳۔ اگست کی شام کو ضلع ہوشیار پور کی ایک بھجن منڈلی جو گئو رکھشا کے متعلق اپدیش کا کام کرتی ہے۔ سری دربار صاحب امرتسر میں آئی۔ اور گورو کے باغ میں اپنا اپدیش کرنے لگی۔ مگر ابھی ان کے اپدیش کو بمشکل تمام چند منٹ ہی ہوئے ہوں گے۔ کہ ایک سکھ نے آکر انہیں گئو رکھشا کے اپدیش سے جبراً روک دیا۔ اسپر اہل جلسہ نے سکھ مذکور سے اس بارہ میں استفسار کیا۔ کہ کیا دربار صاحب ایسے پوتر مندر میں جہاں اور کئی قسم کی کتھائیں ہو رہی ہیں۔ گئو رکھشا کا اپدیش کرنا خلاف قانون ہے؟ جس کے جواب میں اس سکھ نے غصہ سے لال پیلا ہو کر کہا۔ کہ اگر یہ بھجن منڈلی والے شرافت سے باہر نہ جائیں گے۔ تو میں انہیں سردار صاحب اروڑ سنگھ سربراہ دربار صاحب کے پیش کر کے پولیس کی معرفت باہر نکالدوں گا۔ یہ سنکر گئو رکھشا کے ہوشیار پوری اپدیشک خاموشی سے اٹھ کر چل دئے۔

اخبار عام کو اسپر تعجب کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ تمام گرنتھ اور سکھ صاحبان کے لٹریچر کو ایک سرے سے دوسرے سرے تک دیکھ جاؤ۔ کہیں بھی گئو رکھشا کے متعلق ایک لفظ بھی نہیں پاؤ گے۔ سکھ مذہب میں جیسے بھیڑ اور بکری ہے۔ ویسی ہی گائے۔ دریں حال اخبار عام کا افسوس بیجا اور تعجب بذات خود تعجب ؛

آپے میرے بچے جیون

سکھ ہمعصر لائل گزٹ "ایک ناکامیاب اخبار کا حسد" کی سرخی کے تحت میں اپنے ہم قوم ہمعصر خالصہ اخبار کو مخاطب کر کے لکھتا ہے۔ کہ "اخبار مذکور میرے مضامین چھاپنے کا اقرار کرے۔ تو میں اسکے ایک ایک صفحہ سے کئی کئی ایسی فاش غلطیاں انشاء واملا کی نکال کر اس کے ناظرین کے سامنے رکھ سکتا ہوں۔ کہ جن کو کوئی اردو کا قاعدہ پڑھنے والا بھی اپنی عبارت میں پیدا نہ ہونے دے گا۔ ایسے اخبار کا لائل گزٹ سے مقابلہ ؏

چہ نسبت خاک را با عالم پاک

واقعی آپے میں رجی پجی آپے میرے بچے جیون" اسی کو کہتے ہیں۔ اگر مولوی محمد حسین آزاد زندہ ہوتے۔ تو وہ بھی ایک ناکامیاب اخبار کا حسد" کی سرخی ملاحظہ فرما کر" ناکامیاب" کے لفظ پر پھڑک جاتے۔ اور اس فصاحت و بلاغت کے دیوتا اور اردو کے زبردست سکالر کا لوہا مان جاتے۔ شاید اب اگر عبدالحلیم شرر کی نظر اس انشاء پردازی پر پڑ جاوے۔ تو کچھ خراج تحسین وصول ہو ہی جائے ؛

اردو اخبار نویسی بام تہذیب پر

سکھ ہمعصر لائل گزٹ لکھتا ہے۔ کہ "ہم سے کاشی رام نے سوال کیا ہے۔ کہ ہمارا مسٹر کھٹاؤ مرحوم سے کیا تعلق تھا۔ کہ ہم اسکی اسقدر حمایت کرتے ہیں۔ اب ہم اس مخول کا جواب سوائے اس کے کیا دیں۔ کہ ہمارا مسٹر کھٹاؤ سے وہی تعلق تھا۔ جو مس گوہر کا آپ اور آپ کے شام لال سے ہو سکتا ہے" ؛

اس شائستگی اور تہذیب کے متعلق بھی کسی تشریح کی ضرورت ہے۔ پھر شکایت یہ کہ اردو اخبارات کو عزت و احترام نصیب کیوں نہیں ہوتا ؛

ایک کارکن عہدہ دار

قاضی عبدالرحیم صاحب جنہیں فن تعمیر میں ایک خاص ملکہ حاصل ہے۔ اور جو اپنا معقول روزگار چھوڑ کر محض قادیان کی رہائش کی خاطر معمولی روزگار اور معمولی تنخواہ کو ترجیح دیکر یہاں چلے آئے۔ خدا نے بھی آپ کے اخلاص کی قدر کی۔ بورڈنگ ہوس اور تعلیم الاسلام ہائی سکول کی سب عمارت جو پنجاب کے کل ہائی سکولوں اور بورڈنگ ہوسوں میں اپنی نظیر نہیں رکھتی۔ اور جسکی تعریف معائنہ کنندہ افسروں نے بار ہا رائے بک میں کی ہے۔ یہ سب کام قاضی صاحب کی نگرانی میں ہوا ہے۔ چنانچہ افسر صیغہ تعمیر قاضی صاحب کے متعلق فرماتے ہیں۔" فی الواقعہ قاضی صاحب تمام کی تمام عمارت کے ذمہ دار رہے ہیں۔ اور میں خوشی سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ انھوں نے اپنے فرائض کو حسن و خوبی سے سرانجام دیا ہے۔ عمارت کے کام میں ان کے مشورے مفید ثابت ہوتے رہے ہیں۔ اپنے فن کی واقفیت کے علاوہ ان میں بڑی خوبی کی بات یہ ہے۔ کہ وہ اپنے فرائض کی طرف پوری تندہی اور جانفشانی سے متوجہ ہوتے ہیں۔ ان کے ذمے بہت سے کام رہے۔ اور اپنی محنت کش روش کے سبب انھوں نے ہر کام اچھی طرح نباہا۔ ان کے ذمہ تقسیم زر کا کام بھی رہا۔ مگر مجھے کبھی بھی ان کی دیانتداری کے متعلق ذرہ شبہ کرنے کا موقعہ نہیں ملا۔ میری رائے میں ان کی یہ خوبی ان کی خدمات کی قدر کو اور بھی بڑھا دیتی ہے۔" دستخط سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ۔ ۲۸ ۵/۱۳

پھر آگے چلکر دوسرے موقعہ پر افسر اعلیٰ ان کے متعلق فرماتے ہیں۔

"ایک کروڑ کے قریب بھٹہ میں اینٹ تیار کرائی۔ جسپر صدر انجمن نے بذریعہ ریزولیوشن ۱۰۷۶ مورخہ ۲۱۔ نومبر ۱۹۰۹ء خوشی کی سند اور ۲۰۰ روپے انعام دیا۔ ماہ اگست ستمبر ۱۹۰۹ء کی سخت بارشوں کے دنوں میں دن رات عمارتوں کی نگرانی میں مصروف رہتے۔ اور قابل تعریف محنت سے کام کیا" ؛

پھر صدر انجمن احمدیہ نے اپنے اجلاس منعقدہ ۲۸ ۱۲/۱۱ ریزولیوشن ۲۵ میں اور نیز سروس بک میں تحریر کیا۔ کہ چونکہ انھوں نے کام تعمیر بورڈنگ ہوس کا بہت محنت سے کیا ہے۔ لہذا مجلس ان کی کارگذاری میں خوشنودی کے طور پر انہیں ایک ماہ کی تنخواہ بطور انعام منظور کرتی ہے"

KHILAFAT LIBRARY

نقل نوٹ سروس بک حسب منظوری صدر انجمن احمدیہ

بھٹہ کے تیار کروانے میں بڑی محنت اور جانفشانی سے کام کیا ہے۔ یہاں تک کہ اپنی صحت تک کی بھی پرواہ نہیں کی۔ ایسا ہی عمارت کے کام کو بھی انھوں نے بہت ہی خوبی اور محنت سے نباہا ہے۔ اور ہر طرح سے تعریف کے مستحق ہیں"۔

قاضی صاحب نے صدر انجمن کی قریباً تمام عمارتیں تیار کرائیں۔ جنمیں تعمیر بورڈنگ و ہائی سکول قابل ذکر ہیں۔ جب صدر انجمن احمدیہ کی تعمیر کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ تو حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے منارۃ المسیح کا اہم اور شاندار کام ان کے سپرد کیا۔ جو ان کے ہاتھ انجام پذیر ہوا۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں۔

KHILAFAT LIBRARY

"قاضی صاحب نے واقعی ہزاروں روپیہ کا کام کیا ہے جو اب تک کوئی شخص کوئی نقص نہیں نکال سکا"۔ ۱۷ ۹/۱۵

پھر سکرٹری صاحب صدر انجمن احمدیہ ۷ جون سنہ ۱۴ء ۲۲۹ میں فرماتے ہیں "کہ قاضی صاحب دیانتدار اور معتبر آدمی ہیں"۔

"نوٹ"۔ بے شک اس پہلو سے قاضی صاحب کی زندگی قابل رشک اور ان کا طرز عمل دیگر ملازمین کے لئے نیک نمونہ ہے۔ ہماری یہ دل و جان سے دعا ہے۔ کہ جسطرح حکام مجازی قاضی صاحب پر خوش و خرم ہے خدا بھی قاضی صاحب پر راضی اور ہمیشہ کے لئے راضی ہو۔ آمین

اگر دوستوں کو عمارت بنانے کا اتفاق ہو تو وہ قاضی صاحب سے ضرور مشورہ لیں۔ قاضی صاحب نقشہ نویس بھی اعلیٰ پائہ کے ہیں۔ اور ساتھ ہی اس کے آپ سپروائیزر بھی اعلیٰ درجہ کے ہیں۔ عمارات کے متعلق قاضی صاحب کا تجربہ وسیع ہے۔ جو دوست بھی قاضی صاحب سے اپنی عمارت بنانے کے قبل مشورہ لیگا۔ ہمیں امید ہے۔ کہ انشاء اللہ تعالےٰ وہ ہر طرح سے فائدہ اور نفع میں رہیگا ٭

کیا واقعی غم کوئی چیز نہیں؟

خواجہ حسن نظامی نے پچھلے دنوں عالم خیال کی پروازی میں "غم کوئی چیز نہیں"۔ ایک مضمون لکھا تھا۔ جو مختلف اخبارات میں چکر لگاتا رہا۔ اب میرے عزیز بھائی منشی غلام نبی صاحب بلا لوی ایڈیٹر الفضل نے خواجہ صاحب کے جواب میں یہ بے بہا مضمون زیب رقم فرمایا ہے مضمون کس پایہ کا ہے اسکے متعلق ہم خود کچھ نہیں کہنا چاہتے خود ناظرین پڑھ کر بجا کی آواز بلند کریں گے۔ اور کچھ تعجب نہیں۔ کہ یہ مضمون پڑھ کر خواجہ صاحب کی روح بھی پھڑک اٹھے۔ (ایڈیٹر نور)

آدمی کو خدا کی سنوار عجیب تراش خراش کا پتلا بنا ہے۔ دنیا میں آتا ہے یہاں کی چیزوں کو دیکھتا ہے۔ تو انپر رائے زنی کرتا ہے جو منہ میں آتا ہے کہتا ہے لکھتا ہے۔ اور پھر اس کی ضد ہوتی ہے کہ جو میں نے سمجھا ہے وہی درست ہے۔ کوئی اس کے خلاف جنبش نہ کرے۔ یہ وہ الفاظ ہیں۔ جو خواجہ حسن نظامی صاحب نے "غم کوئی چیز نہیں" کی شرح کرتے ہوئے تمہید اً زیب قرطاس کئے ہیں۔ لیکن اگر جناب خواجہ صاحب کی جگہ میں ہوتا۔ تو انہیں الفاظ کو قدرے تغیر کے ساتھ اس طرح لکھتا۔ کہ آدمی کو خدا کی سنوار عجیب تراش خراش کا پتلا بنا ہے دنیا میں آتا ہے یہاں کی بعض چیزوں کو خوب جانتا ہے مگر ان کے وجود سے انکار کر بیٹھتا ہے۔ اور پھر اس کی ضد ہوتی ہے کہ جو میں نے سمجھا وہی درست ہے خواجہ صاحب کا خیال ہے کہ "غم دراصل کوئی چیز نہ تھا"۔ لیکن انسان نے اس کو خود بخود گھڑ لیا ہے۔ اور حیات کی لذتوں کو آپ ہی کرکرا بنا لیا۔ اگر یہ خیال سکان ملاء اعلےٰ میں سے کسی کو پیدا ہوتا۔ تو وہ کشاں کشاں خاک اسے معذور سمجھتے۔ کیونکہ انہوں نے سنا ہوا ہے۔ کہ

درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو
ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کروبیاں

لیکن اب تو یہ الفاظ ایک ایسے وجود کی طرف سنائی دے رہے ہیں جس کی خس و خاشاک کو سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں بار غم والم کے تیز اور تند جھکڑوں نے اڑا اڑا اور حزن و ملال کے تھپیڑوں نے گرا گرا دیا۔ اور آئندہ بھی جب تک کہ سطح خاک سے بالکل پیوست نہیں ہو جاتا۔ یہی کچھ ہوتا دیکھیگا۔ مجھے وہ وقت خوب یاد ہے جبکہ جناب خواجہ صاحب نے "جان ماربانو" کا مرثیہ بڑے دردناک اور غمگین الفاظ میں لکھا تھا۔ اور وہ وقت بھی یاد ہے جبکہ انہوں نے فرقہ اناث کی ہمدردی اور دستگیری کے جوش میں اپنے ایک نکتہ چین اور حرف گیر خیالین کو کہا تھا۔ کہ ؎

ہر چہ باداباد ما کشتی در آب انداختیم۔ اسوقت یہی سمجھا گیا تھا۔ کہ انہیں بیچاری "جان مار" کے غم والم نے یہ مرثیہ دلگداز لکھنے اور اسقدر جرأت مردانہ دکھلانے پر مجبور کیا ہے لیکن اگر انہیں غم کے وجود سے ہی انکار ہے۔ اور وہ اس کی شناسائی تک نہیں رکھتے۔ تو مجبوراً اس خیالین کا ہی ہم نوا ہونا پڑے گا۔ لیکن جسطرح روز روشن میں طلوع آفتاب سے اور چمکتی ہوئی چاندنی میں ملکۂ شب کی نرم افروزی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح تختۂ عالم پر خواجہ حسن نظامی کے ساتھ غم کے وابستہ ہونے میں بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ایک الگ بات ہے کہ خواجہ صاحب عالم خیال میں اپنے آپ کو غم والم کی زنجیروں سے آزاد سمجھتے ہوں لیکن اس صورت میں ان کو یہ حق حاصل نہیں ہے۔ کہ عام ہوش میں رہنے والوں سے اپنی اس وارفتگی کا نام حقیقت رکھوائیں۔ اور یہ خندہ آفرین دلائل پیش کریں۔ کہ "سورج نکلتا ہے اور چھپ جاتا ہے۔ چاند چھوٹا نکلتا ہے اور بڑھتا ہے۔ پورا ہوتا ہے۔ اور گھٹتا ہے۔ اور گھٹتے گھٹتے ناپید ہو جاتا ہے"۔ کبھی نہیں سنا۔ کہ سورج نے اپنے غروب ہونے اور چاند نے گھٹنے بڑھنے پر غم کیا ہو" ٭

کیا خوب! خواجہ صاحب سورج کے غروب ہونے اور چاند کے گھٹنے بڑھنے پر کسی قسم کا غم نہ کرنے کی تھیوری اس زمانہ میں پیش کرتے ہیں۔ جب کہ علم کی روشنی نے جہل کے پردہ کو چاک کر دیا ہے اور عقل کی شمع نے جہالت کی ظلمت کو روشنی سے بدل دیا ہے۔ خواجہ صاحب کے اس طرز استدلال کا اگر داستان امیر حمزہ یا الف لیلہ کے مصنفین کو علم ہوتا۔ تو ممکن تھا۔ کہ وہ کچھ فائدہ اٹھا لیتے۔ لیکن اب تو اس متاع بے بہا سے مستفید ہونے کی ہوا رکھنے والا کوئی نظر نہیں آتا ٭

خواجہ صاحب کے پیش نظر بات تو یہ ہے۔ کہ انسان جو غم کرتے ہیں۔ وہ دراصل کوئی چیز نہیں ہے۔ مگر تشریح کرتے وقت آپنے مثال دی ہے تو چاند اور سورج کی۔ معلوم ہوتا ہے۔ زمانہ حال کے صوفیوں کی حالت مراقبہ لاحق ہونے کی وجہ سے جناب خواجہ صاحب کو یہ یاد نہیں رہا۔ کہ نہ تو سورج پر غروب اور طلوع کا کوئی اثر ہوتا ہے۔ اور نہ چاند پر کوئی تبدیلی واقعہ ہوتی ہے۔ کیونکہ اہل علم و نظر اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں۔ کہ سورج اپنی جگہ پر قائم ہے نہ وہ کہیں سے نکلتا ہے۔ اور نہ کہیں غائب ہوتا ہے۔ اور چاند بھی ایک ہی جسامت رکھتا ہے۔ نہ کبھی گھٹتا ہے۔ اور نہ کبھی بڑھتا ہے۔ پس جبکہ حالت یہ ہے۔ تو چاند اور سورج کو کیا ضرورت پڑی ہے۔ کہ ان تغیرات کی وجہ سے جو صرف بعض ظاہر بین آنکھوں کو نظر آتے اور علم سے معرا دماغوں کو حقیقت پر مبنی معلوم ہوتے ہیں

صف ماتم بچھائیں۔ اور غم والم کا اظہار کریں۔ ماں اگر خواجہ صاحب یہ کہدیں۔ ہمیں حقیقت سے کیا ہے۔ ہم تو ظاہر بین ہے ہر روز دیکھتے ہیں۔ سورج مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ اور مغرب میں غروب ہوجاتا ہے۔ ہر رات ملاحظہ کرتے ہیں۔ چاند گھٹتا [illegible] آفتاب و ماہتاب ان تغیرات سے غم والم معلوم کرتے دکھائی نہیں دیتے۔ تو انسان اپنے اوپر وارد ہونے والی تبدیلیوں سے کیوں غم محسوس کرتا ہے۔ اگر خواجہ صاحب کی نظر باوجود "مصور فطرت" کہلانے کے ظاہر پر ہی جمتی ہے تو انہیں مہربانی کرکے سورج پر اس وقت نظر کرنی چاہیئے جبکہ وہ غروب ہوتا نظر آرہا ہو۔ اور اس کے رنگ بافتہ اور زرد چہرہ سے غم والم اور رنج وملال کے نقوش پڑھ لینے چاہئیں ہماری طرف سے سخت ناقدرشناسی ہوگی۔ اگر ہم نے خواجہ صاحب کی اس حقیقت نوازی پر توجہ نہ کی۔ جو انہوں نے چاند اور سورج کی مثال پر خود ہی ایک اعتراض پیدا کرکے آشکارہ کی ہے۔ "اگر کہو ان کی زبان نہیں ہے تو جانوروں کو دیکھو۔ جو اپنے غصہ اور اپنی خوشی کو ظاہر کرنے پر قادر ہیں ان کے افراد میں جب یہ تغیرات ہوتے ہیں۔ تو وہ کبھی غم نہیں کرتے"۔ اول تو خواجہ صاحب کا جانوروں کو غمزدہ نہ پانے سے ضروری نہیں۔ کہ انہیں غم محسوس ہی نہ ہو۔ لیکن یہ بھی ان کا تجاہل عارفانہ ہے۔ دنیا میں بیسیوں مثالیں ایسی مل سکتی ہیں کہ وہ جانور جنکا آپس میں پیار اور محبت ہوتی ہے۔ ایک دوسرے کی جدائی سے غم واندوہ سے جان تک دے دیتے ہیں اگر کسی جانور کا بچہ مرجائے۔ یا اٹھا کر کوئی لے جائے۔ تو مفتوں غمگین اور اداس رہتے ہیں۔ اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے [illegible] کے دور ہونے تک غمناک نظر آتے ہیں۔ کھاتے کم ہیں۔ آزردہ سے رہتے ہیں ان واقعات کے ہوتے ہوئے کسطرح کہا جاسکتا ہے۔ کہ دنیا میں پہلے غم والم کا نام ونشان نہ تھا۔ آدمی نے اسکو ایجاد کیا۔ اگر یہ صرف آدمی کی ایجاد ہوتی۔ تو چاہیئے تھا۔ کہ دوسری مخلوق اس سے محفوظ رہتی۔ لیکن ناممکن ہے۔ کہ کوئی جاندار اس عالم فانی میں رہتا ہوا اس کے اثر سے مامون رہ سکے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ اگر غم نہ ہو۔ تو دنیا کا کچھ بھی نہ تھا۔ ایک ماں اپنے بچے کی کیوں پرورش کرتی ہے۔ اس لئے کہ اسکی دکھ اٹھانے سے اسی غم ہوتا ہے ایک باپ اپنے بیٹے کی کیوں تربیت کرتا ہے۔ اسلئے کہ اس کے غیر تربیت یافتہ ہونے کی وجہ سے اسے غم ہوتا ہے۔ ایک خاوند کیوں اپنی بیوی کے لئے جان دیتا ہے۔ اسلئے کہ اس کی تکلیف سے اسے غم پہنچتا ہے۔ ایک بیوی کیوں اپنے خاوند کا دکھ دیکھ [illegible] ہے۔ اسلئے کہ اس سے بھی اسے غم ہوتا ہے ایک بھائی اپنے بھائی کے لئے کیوں سر کٹاتا ہے۔ اسلئے کہ اس کی مصیبت سے اسے غم ہوتا ہے۔ ایک لڑکا کیوں اپنے ماں باپ کی خدمت اور تواضع کرتا ہے۔ اسلئے کہ ان کے اٹھانے سے اسے غم ہوتا ہے۔ اگر یہ نہو۔ تو کوئی ماں اپنے بچے کی۔ کوئی باپ اپنے لڑکے کی۔ کوئی خاوند اپنی بیوی کی۔ کوئی بیوی اپنے خاوند کی۔ کوئی بھائی اپنے بھائی کی۔ کوئی لڑکا اپنے ماں باپ کی ذرا بھر بھی پرواہ نہ کرے۔ پھر دیکھئے۔ ایک مزدور ایک نوکر۔ ایک مالدار۔ ایک تاجر ایک سوداگر کیوں اپنی آمدنی سے کچھ نہ کچھ بچاتا اور جمع کرتا ہے۔ صرف اسلئے کہ کل مجھے یا میری اولاد کو غم واندوہ کا شکار نہ ہونا پڑے لیکن اگر اسے غم کے ہونے کا خطرہ ہی نہو۔ تو کبھی ایک کوڑی بھی وہ پس انداز نہ کرے۔ پھر دیکھئے۔ ایک کاریگر ایک صناع ایک پیشہ ور کیوں اپنا کاروبار کرتا ہے۔ صرف اسلئے کہ میں اور میرے بال بچے فاقہ مستی کے غم میں گرفتار نہ ہوں۔ لیکن اگر اسے غم کے وجود سے ہی انکار ہو۔ تو کبھی وہ ہاتھ بھی نہ ہلائے۔ اب غور کرنے کی بات ہے۔ کہ اگر دنیا پر کوئی ایسا وقت آجائے۔ جبکہ تمام لوگ خواجہ حسن نظامی صاحب کے خیالات کے پیدا ہوجائیں۔ تو کیا ایک دوسرے کے تعلقات بالکل منقطع نہ ہوجائیں گے؟ اور کیا کل کی فکر کا خیال آج کے کام کرنے والوں کے دور اندیش قلوب سے کافور نہ ہوجائے گا۔ عالم تصور میں تو ایسا ہونیکا امکان ہے۔ مگر واقعہ میں کبھی ایسا نہیں ہوگا۔ کیونکہ غم وفکر موجود ہے۔ اور رہتی دنیا تک موجود رہیگا۔ لیکن اگر حقیقت یہ ہو کہ غم سرے سے کوئی چیز ہی نہ ہو۔ تو پھر خدا کے ان برگزیدہ بندوں کی نسبت کیا خیال کیا جائیگا۔ جو غم کے احساس کا کھلے طور پر اظہار کرتے رہے ہیں۔ دیکھئے حضرت یعقوب علیہ السلام خدا تعالےٰ کے ایک نبی تھے۔ وہ اپنے بیٹے حضرت یوسف ؑ کی جدائی کے صدمہ میں کہتے ہیں یاسفی علی یوسف وابیضت عینہ من الحزن۔ (۱۲-۸۴)

(اس نے کہا۔ ہائے افسوس یوسف پر۔ اور اسکی آنکھیں غم کے سے ڈبڈبا آئیں۔)

پھر فرماتے ہیں۔ انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ سوائے اس کے نہیں کہ میں اپنی بے قراری اور غم کی شکایت اللہ کے حضور کرتا ہوں اگر غم کوئی چیز نہوتا۔ اسکا کرنا درست نہوتا۔ تو وہ کیوں کرتے۔ معلوم ہوا۔ کہ یہ کوئی بری بات نہیں ہے۔ یہ تو حضرت یعقوب کے متعلق ہوا۔ اب خدا تعالےٰ کے اس برگزیدہ اور اکمل انسان کی طرف دیکھئے جسکی شان کا ابتدائے دنیا سے نہ کوئی ہوا اور نہ ہوگا۔ کہ اس نے بھی کبھی غم کیا یا نہیں کہتے ہیں۔ جسقدر کسی کا درجہ بلند ہوتا ہے اسی قدر اسے زیادہ غم اور فکر ہوتا ہے۔ اور یہ بات بالکل ٹھیک اور درست بھی معلوم ہوتی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا درجہ چونکہ تمام نبی نوع سے اعلیٰ وارفع تھا۔ اسلئے آپکو جو غم تھا۔ وہ بھی ایسا ہی تھا۔ کہ جس کے مقابلہ میں اور کسی کو ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ خدا تعالےٰ بھی آپکی نسبت فرماتا ہے۔ ھلک بافخ نفسک ان لا یکونوا مومنین "کیا تم اپنی جان کو اس غم میں ہلاک کردوگے۔ کہ لوگ کیوں ایمان نہیں لاتے"۔ یہ تو آپکو وہ غم تھا۔ جو دنیا کی بھلائی اور بہتری سے تعلق رکھتا تھا۔ لیکن آپ اپنے ذاتی واقعات پر بھی غمگین ہوا کرتے تھے۔ جیسا کہ اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر فرمایا۔ ان بفراقک یا ابراھیم لمحزونون اے ابراہیم! میں تیری جدائی میں غمناک ہوں۔ کیا مادر گیتی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھکر کوئی انسان پیدا کرسکتی ہے۔ اور کیا چشم فلک آپ سے بڑھ کر فطرت صحیحہ رکھنے والا انسان دیکھ سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ پھر جب آپ غم محسوس کرتے۔ اور اس سے اثر پذیر ہوتے ہیں۔ تو اور کون ہے۔ جو اس کے وجود سے ہی انکار کرے۔ ہاں جس طرح دوسری فطرتی طاقتوں کا ناجائز استعمال برا اور نقصان دہ ہوتا ہے۔ اسی طرح غم کا ناجائز استعمال بھی برا ہے۔ اس سے کسی کو انکار نہیں۔

کاش خواجہ صاحب حقیقی غم سے آشنا ہوتے۔

(بلانوی)

KHILAFAT LIBRARY

گھر کے بوڑھوں بچوں جوانوں مردوں و عورتوں سب کا بہترین محافظ

جس کے

بیس ہزار

KHILAFAT LIBRARY

معزز عہدہ داروں سیٹھ ساہوکاروں راجوں اور نوابوں کے جن کی یا جن کے بال بچوں کی اس نے حفاظت کی سارٹیفکیٹ موجود ہیں۔ آپ بھی اس کی خدمت سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں تھوڑے سے خرچ سے دن ہو یا رات۔ گھر ہو یا باہر یہ آپکی خدمت کرے گا۔ یہ ایک ہی محافظ جملہ آور امراض کو دور کرنے میں بڑا بہادر ثابت ہوا ہے ٭

ہیضہ بخار ذات الجنب نمونیا درد مفاصل سیل بھگندر درد گردہ سانپ بچھو وغیرہ کا زہر خنازیر قولنج داد چنبل طاعون وغیرہ بڑے بڑے بہادر اسکے حملہ کی تاب نہیں لا سکے پیٹ درد سر درد کان درد آنکھ درد درد چوٹ درد دانت ہسٹیریا قے بدہضمی اپھارا اوچی نزلہ زکام بواسیر ناک چھینک پھوڑا پھنسی بھڑ چوہا وغیرہ کاٹ ڈنگ منہ کا پکنا خارش چھپاکی وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ امراض کے بڑی سے بڑی فوج کو بھی یہ بھٹکا دیتا ہے اگر دشمن بہت ہی زبردست ہو تو بھی ان کی پیش قدمی کو اس وقت تک روک دے گا کہ آپ اس کی مدد اور کمک بھیجدیں ٭

جناب کنور وید دھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما وید ایڈیٹر طبی اخبارات دیش اپکارک و وید امرت و مصنف سامان جات طبی کی ایجاد کردہ یہ محافظ

"امرت دھارا" (رجسٹری شدہ)

نامی دوائی ہے جو کہ ہر گھر بلکہ ہر جیب میں سفر و حضر میں ہر ملک و ہر موسم میں موجود رہنی چاہیے قیمت عیسائی شیشی نصف شیشی ۱۴ عدد ۱۰ عدد صرف آٹھ آنے ۸ر

احتیاط امرت دھارا نے ایشور کی کرپا سے بہت نام پایا ہے۔ اسکی اتنی بکری ہے کہ خاص امرت دھارا بھون میں امرت دھارا نام سے ڈاکخانہ کھولا گیا ہے پاس کی سڑک کا نام بھی امرت دھارا روڈ رکھا گیا ہے امرت دھارا بھون کی رسم افتتاح ڈپٹی کمشنر صاحب لاہور کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی تھی۔ امرت دھارا کی اسقدر مشہوری کے باعث جھوٹے اشتہار باز ایسی ہی اوصاف والی ادویات کے اشتہار دیتے ہیں اور بعضوں نے تو عجیب ملتے نام رکھے ہیں اس واسطے دھوکے سے بچو اور امرت دھارا کے سوائے کوئی اسکی نقل نہ خریدو۔ اگر کمی قیمت کا خیال ہو تو امرت دھارا کی نقل آبحیات ۱۲ عدد شیشی کے حساب سے ہم سے ہی خرید سکتے ہیں یقیناً ہماری نقل بھی ان نقالوں سے بہتر ہوگی

خط و کتابت و تار کیلئے پتہ:- "امرت دھارا" ۵۰ برانچ لاہور

(باہتمام حافظ مظفر الدین صاحب اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف صاحب کے لئے قادیان سے شائع ہوا)